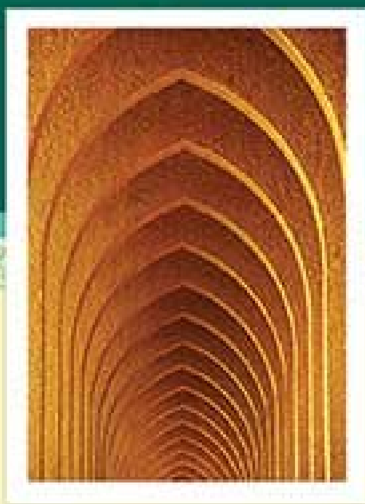
مواعظِ اختر نمبر ۳۴

حصولِ ولایت کے اسباب



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





حصولِ ولایت کے اسباب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: حصولِ ولایت کے اسباب

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: بدھ، ۱۰ ستمبر ۱۹۹۷ء، شب آٹھ بجے،

مقام: جامع مسجد Stanger (ساؤتھ افریقہ)

موضوع: ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر



حصولِ ولایت کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(سورۃ البقرۃ، آیت:١٦٥)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

(سنن الترمذی، کتابُ الدعوات، باب ما جآء فی عقدۃ التسبیح بالید، ج:٢، ص:١٨٧)

ابتلائے معصیت کا سبب

حضراتِ سامعین! دنیا میں جس قدر گناہ و نافرمانی ہو رہی ہے اور جتنے لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر کے حرام خوشیوں سے اپنی بدمستیوں میں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور قہر کی مستیوں میں مبتلا ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ میں آج ایک بنیادی مضمون پیش کر رہا ہوں کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب ایسے معلوم ہوگا کہ دو آدمی الیکشن میں کھڑے ہوئے، دونوں آپ کے دوست ہیں، دونوں ووٹ مانگ رہے ہیں، تو آپ کس کو ووٹ دیں گے؟ جس سے تعلق زیادہ ہوگا۔

اسی طرح ایک چیز ہے گناہ، حرام لذت، اب ایک طرف آپ کا نفس

چاہتا ہے کہ میں گناہ کر کے حرام لذت، حرام مزہ لوٹ لوں، لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مزے سے راضی نہیں ہیں، اب آپ کس کو ووٹ دیں گے؟ اگر آپ نے اپنے نفس کی بات مان لی تو یہ دلیل ہے کہ آپ کا تعلق اپنے نفس سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو آپ نے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا ہے، لیکن ہمیں یہ بتادیجئے کہ آپ کو اس حماقت پر، اپنے گدھے پن پر کچھ ندامت بھی ہے یا نہیں؟ مجھے اتنا بتائیے کہ قیامت کے دن یہ نفس آپ کے کسی کام آئے گا؟ خود دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ جن لوگوں نے اپنے نفس کے کہنے پر کام کیا، ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم رہے اور حالتِ محرومی ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ تو ہمیں بتائیے کہ نفس ظالم اور دشمن کی بات کیوں مانتے ہو؟ جس بات کا علم بھی ہے کہ یہ گناہ ہے، لیکن جہاں نفس نے دو چار دفعہ تقاضا کیا تو دو چار دفعہ تو سالکین اور صوفیوں نے بھی مقابلہ کیا مگر جب تقاضا زیادہ ہوا تو نفس کو غالب کرلیا اور ہاتھ پیر ڈھیلے ڈال دیئے اور گناہ سے منہ کالا کرلیا۔

دو قسم کے گناہ: اسٹرکچر اور فنشنگ

اس وقت، اس زمانہ میں سب سے زیادہ دو قسم کے گناہ ہیں۔ ایک کا تعلق اسٹرکچر سے ہے اور ایک کا تعلق فنشنگ سے ہے۔ تو یہ دو قسم کے گناہ ہیں، ایک گناہ اسٹرکچر کو نقصان پہنچا رہا ہے اور دوسرا گناہ فنشنگ کو نقصان پہنچا رہا ہے، جیسے دونوں چیزوں کی کمی سے عمارت نقصان میں آجاتی ہے۔ آپ کوئی عمارت خریدنا چاہیں تو آپ اسٹرکچر کو بھی دیکھتے ہیں، انجینئر کو لے جاتے ہیں کہ اس کا اسٹرکچر مضبوط ہے یا نہیں، لیکن فنشنگ کو بھی دیکھتے ہیں، یہ نہیں کہ پلاسٹر اُکھڑا ہوا ہے اور پپڑیاں گر رہی ہیں۔

اسی طرح آپ کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو لوگ پوچھتے ہیں

کہ بھئی! آپ کی شرائط کیا ہیں؟ اب ایک لڑکی ہے، اس کی سیرت تو بہت عمدہ ہے، فنشنگ یعنی ظاہر تو لاجواب ہے، ناک کی اٹھان، آنکھوں کی کمان سب بہت عمدہ ہے اور کانوں کی شان کا کیا کہنا، تو اس کی فنشنگ تو اچھی ہے مگر اس کا اسٹرکچر بہت خراب ہے، مثلاً اس نے ایک گردہ اپنی ماں کو دے دیا تھا، اب ایک گردے میں ہے۔ یہ میں حقیقت بتارہا ہوں، ہمارے یہاں ٹیلی فون آیا کہ میری لڑکی کی شادی نہیں ہورہی کیونکہ اس نے اپنا ایک گردہ اپنی ماں کو دے دیا تھا، اب ایک گردہ کا جو بھی سنتا ہے تو کہتا ہے کہ نہ بابا یہ تو بہت ہی خطرناک بات ہے، اگر کبھی یہی ایک گردہ خراب ہوگیا تو میں کیا کروں گا، اس سے شادی کرنا تو دل گردے کا کام ہے۔

مَردوں کے لیے ٹخنے چھپانا حرام ہے

تو اس وقت اُمتِ مسلمہ دونوں قسم کے گناہوں میں مبتلا ہے۔ پہلے میں اسٹرکچر کا گناہ بتاتا ہوں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ لباس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔ اب جس شخص نے اپنا ٹخنہ لباس سے چھپالیا، پتلون ہو، لنگی ہو، کرتہ ہو تو یہ گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہے۔ بعض نیم ملا خطرۂ ایمان قسم کے لوگ اس حکم میں تکبر کی قید لگاتے ہیں کہ لباس کا ٹخنوں سے نیچے کرنا اگر تکبر کی وجہ سے ہو تب حرام ہے اور ہمارے اندر تکبر نہیں ہے۔ سبحان اللہ! جو شخص یہ کہے کہ میرے اندر تکبر نہیں ہے وہ سب سے بڑا متکبر ہے۔

دعویٰ تقدس تکبر کی علامت ہے

گفتی بت پندار شکستم رستم
ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

اے ظالم! تو نے جو یہ کہا ہے کہ میں نے اپنے تکبر کے بت کو توڑ دیا، میں تکبر سے نجات پا گیا اور میں نے تکبر کے بت کے پندار کو توڑ دیا ہے۔

یہ بات کہنا کہ میں نے تکبر توڑ دیا، تو اس بات میں جو یہ میں آیا ہوا ہے یہ خود تکبر ہے، یہ کہنا کہ میں پاک صاف ہوگیا ہوں، میں نے تکبر کو مٹا دیا ہے، یہ دعویٰ تقدس جو ہے یہ خود تکبر کی علامت ہے، لہٰذا اللہ نے تزکیہ تو فرض کیا ہے مگر اپنے کو مزکی کہنا حرام کر دیا ہے۔ ساری زندگی اصلاح کراتے رہو مگر یہ مت کہو کہ میری اصلاح ہوگئی۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ خیال کرلیا کہ اب میں صحیح مسلمان بن گیا ہوں تو سمجھ لو کہ یہ بڑی منحوس گھڑی ہے، آج ہی وہ تباہ ہوگیا۔ کیونکہ جب بندہ اپنی نظر میں برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے، اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے تو خدا کی نظر میں برا ہوتا ہے۔

تو دین تو بہت بڑا ہے اور دین کا اسٹرکچر بھی بہت بڑا ہے۔ لہٰذا اس وقت میں صرف ایسے دو بڑے اسٹرکچر بیان کروں گا جس پر عمل کرنے سے سارے اسٹرکچر کے اسکرو ٹائٹ ہوجائیں گے اور آپ ریٹ (RAT) کے بجائے رائٹ (RIGHT) ہوجائیں گے یعنی دین میں جو چوہا بنا ہوا ہے یعنی عمل میں کمزور ہے، ان شاء اللہ وہ مضبوط ہوجائے گا۔

تو اس وقت میں دو اسٹرکچر پیش کرتا ہوں، ایک یہ کہ اپنے لباس سے ٹخنہ مت چھپاؤ۔ اس وقت یہاں علماء دین موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں کہ بخاری شریف کی حدیث ہے:

((مَاۤ اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ))

(صحیح البخاری، کتابُ اللباس، باب ما اسفل من الکعبین، ج:۲، ص:۸۶۱)

ٹخنہ کا جتنا حصہ لباس سے چھپے گا اتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہایت عمدہ سند سے روایت کرتے ہیں، مگر بخاری شریف کے

شارح علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے چودہ جلدوں میں فتح الباری کے نام سے شرح بخاری لکھی ہے وہ بھی عجیب صاحبِ کمال ہیں، فتح الباری میں لکھتے ہیں، اب ایک لاکھ حدیثوں کا حافظ فیصلہ کررہا ہے کہ اِنَّ ظَاهِرَ الْاَحَادِيْثِ يَدُلُّ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْاِسْبَالِ میں نے تمام حدیثیں جمع کیں، اور ساری حدیثوں سے دلالت ملتی ہے، ثبوت ملتا ہے کہ ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔

موزہ پہننے میں کوئی حرج نہیں

اگر کسی کو ٹخنہ دکھانے میں شرم آتی ہے، بہت زیادہ وی آئی پی ہیں تو موزہ پہن لیں، گرمیوں میں ٹھنڈا موزہ، سردیوں میں گرم موزہ، آپ کا ٹخنہ بھی چھپا رہا اور کام بھی بن گیا، کیونکہ نیچے سے جو لباس اوپر کی طرف آئے اگر اس لباس سے ٹخنہ چھپے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ابوداؤد کی شرح بذل المجہود میں نے دیکھی ہے اس میں علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر لباس اوپر سے آرہا ہو نَازِلٌ مِّنَ الرَّأْسِ تب تو ٹخنہ چھپانا حرام ہے اور اگر نیچے سے آرہا ہو تو کوئی گناہ نہیں، آپ گردن تک موزہ بنوایئے کوئی مولوی اعتراض نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ نیچے سے آرہا ہے۔ تو موزہ پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس سے ٹخنہ چھپ جائے، گھٹنا چھپ جائے، ران چھپ جائے، پیٹ چھپ جائے، یہاں تک کہ گردن تک لے آؤ اور چاہو تو سر تک لے آؤ صرف آنکھ کا حصہ کھول دو ورنہ چلو گے کیسے۔

ٹخنہ چھپانے کا دنیاوی نقصان

بعض لوگوں نے کہا کہ صاحب ٹخنہ چھپانے میں کیا حرج ہے؟ ایک انچ کپڑا ہی تو زیادہ لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ ستر کروڑ مسلمان ہیں تو ستر کروڑ انچ کپڑا ضائع ہوا، اس کو بارہ سے تقسیم کرو تو فٹ نکل گیا تین فٹ سے تقسیم کردو

تو گز نکل آئے گا، تو آپ کا کروڑوں کروڑوں گز کپڑا ضائع ہوگا، اتنے میں کتنے مسکین غریبوں کے کپڑے بن سکتے ہیں۔

ٹخنہ چھپانے کی حرمت کی چار وجوہ

اللہ تعالیٰ علامہ ابن حجر عسقلانی کو جزائے خیر دے فرماتے ہیں کہ ٹخنہ چھپانے کا جرم چار وجہ سے حرام ہے۔ اگرچہ کسی شرعی حکم کی وجہ بتانا علماء کے ذمہ نہیں ہے لیکن اگر وہ وجہ بتا دیں تو یہ ان کا احسان ہے۔ تو علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱)......مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَآءِ ٹخنہ چھپانا عورتوں کی مشابہت ہے۔

(۲)......مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِوَضْعِ الْمُتَكَبِّرِيْنَ متکبرین کے وضع کے لباس کے مشابہ ہے۔

(۳)......مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّجَاسَةِ زمین کی نجاست لگ جاتی ہے، بعض وقت اندھیرے میں فجر یا عشاء کی نماز پڑھنے آتا ہے، بعض کتے ایسے ہوتے ہیں کہ پاخانہ نائن ٹی ڈگری سے کرتے ہیں، ایک دم کھڑا۔ اب جناب اگر کپڑا لٹکا ہوا ہے تو وہ اس میں لگ جائے گا۔ تو نجاست کے ساتھ تلبس ہو گیا۔

(۴)......مِنْ جِهَةِ الْاِسْرَافِ اس میں فضول خرچی ہے۔

ٹخنہ چھپانے والا کبھی محبوب الٰہی نہیں بن سکتا

اور سب سے المناک بات یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کو نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتے۔ ظالم! کہاں اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت سے محروم ہو رہا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ))

(سنن ابن ماجۃ، کتاب اللباس، باب موضع الازار این ھو)

ٹخنہ مت چھپایا کرو، اللہ ٹخنہ چھپانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ تعجب ہے امت کو کیا ہوگیا! اللہ تعالیٰ صحیح علم عطا فرمائے لیکن صحیح علم کے باوجود توفیقِ عمل بھی چاہئے۔ جیسے ڈربن جانے کا صحیح راستہ معلوم ہے مگر گاڑی میں پیٹرول نہیں ہے۔ تو اس زمانہ میں علم تو ہے مگر پیٹرول نہیں ہے، اللہ کی محبت کی کمی ہے، اللہ کے خوف کی کمی ہے، یہ دو پیٹرول جس کو مل جائیں، اللہ کی محبت اور اللہ کے خوف کا پیٹرول دل میں آجائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ایک سانس بھی اللہ کی نافرمانی میں نہیں لے سکیں گے۔ تو آپ کے اسٹرکچر کا ایک مضمون بیان ہوگیا، اسٹرکچر تو بہت بڑا ہے، میں چاہتا ہوں وہ اسٹرکچر بیان کروں جو خراب ہو رہا ہے، آپ کو پورے اسٹرکچر کی کیا ضرورت ہے، باقی سب تو ٹھیک ہے۔ اب دوسرے اسٹرکچر کی اصلاح کرتا ہوں، وہ کیا ہے؟ وہ ڈاڑھی ہے جو بعض لوگ نہیں رکھتے۔

ڈاڑھی کے معترض کو مولانا اسماعیل شہیدؒ کا دنداں شکن جواب

ایک شخص نے مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مولانا! اسلام میں ڈاڑھی کا حکم کیوں آیا ہے؟ یہ تو غیر فطری چیز ہے، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ڈاڑھی کہاں ہوتی ہے؟ پیدائشی طور پر یہ خلافِ فطرت ہے، آپ ڈاڑھی کا حکم دیتے ہو؟ پیدا ہوتے وقت بھی کسی کے ڈاڑھی ہوتی ہے؟ تو مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہارے منہ میں دانت بھی نہیں تھے تو یہ دانت بھی خلافِ فطرت ہیں، بتیس دانت توڑ کر پھر آؤ میرے پاس۔ تو اس نے کہا کہ مولانا! آپ نے کیا دنداں شکن جواب دیا۔ ارے! میرے تو دانت توڑ دیئے، ایسا جواب دیا کہ آپ نے تو میرے بتیس دانت تڑوادیئے، یہ میں اپنی بے حیائی سے نہ توڑوں تو اور بات ہے مگر آپ نے

وہ دلیل دی ہے جو دنداں شکن ہے۔اس وقت میں نے یہ شعر کہا۔

توبہ کیا ہے میر نے توبہ شکن کے ساتھ
منجن کیا ہے میر نے دنداں شکن کے ساتھ

دانتوں کی مضبوطی کے لئے منجن لگا رہے ہو اور ادھر ہتھوڑا بھی پڑ رہا ہے۔

ایک مُٹھی ڈاڑھی رکھنا ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب ہے

تو دوستو! دوسرا اسٹرکچر یہ ہے کہ ایک مٹھی ڈاڑھی چاروں اماموں کے نزدیک واجب ہے۔امام ابوحنیفہ،امام شافعی، امام احمد ابن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ، چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، مٹھی کس کی ہو؟ آپ کی اپنی ہو، ایسا نہ ہو کہ حجام کا دس سال کا چھوٹا بچہ اپنی مٹھی سے آپ کی ڈاڑھی پکڑ رہا ہو، بے چارے کی چھوٹی سی مٹھی ہے تو آپ کا تو کام بن گیا کیونکہ نفس کم سن بننا چاہتا ہے، نفس چاہتا ہے کہ میں زیادہ سنیارٹی کا نہ ہوں، جونیئرائی میں رہوں یعنی جونیئر رہوں، سینئر نہ ہوں تاکہ بیوی بھی کم سن سمجھے اور کالی اور گوری جو راستوں میں دیکھیں، وہ بھی سمجھیں کہ کوئی جوان جارہا ہے۔ ارے! کسی کی نظر مت دیکھو، یہ دیکھو جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہارا گال کیسا چاہتا ہے، اللہ ہمارا گال جیسا چاہتا ہے ویسا گال بنا کر رہو۔ بتاؤ! گال کس نے پیدا کیا؟ تو اپنے مالک کو خوش کرو چاہے دنیا کچھ بھی کہے۔ بعض حضرات نے ہمت کر کے ڈاڑھی تو رکھ لی، مگر وہ ایک مٹھی نہیں رکھتے، کٹاتے رہتے ہیں۔ آپ بتائیے! کہ نابالغ ڈاڑھی کیوں رکھتے ہو؟ اسے بالغ کیوں نہیں کرتے؟ بھئی! اگر آپ کا بچہ پندرہ بیس سال کا ہو جائے اور بالغ نہ ہو تو آپ حکیم یا ڈاکٹر سے کہو گے کہ اس کی عمر تو ہو گئی ہے مگر یہ بالغ نہیں ہو رہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی کر دوں، میں دادا بن جاؤں۔

ایک مُٹھی سے زیادہ طویل ڈاڑھی رکھنا مکروہ ہے

تو ڈاڑھی کو نابالغ رکھنے سے آپ کو غم ہونا چاہئے۔ مگر ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ بڑی بھی نہ رکھو، بعض لوگ بہت بڑی ڈاڑھی رکھتے ہیں، ایک شخص نے ناف تک ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی، جب پیشاب کرتا تھا تو ڈاڑھی کو بغل میں دباتا تھا تاکہ پیشاب اور ڈاڑھی میں ٹارگٹ نہ بن جائے۔ اسی لیے بعض علماء نے ایک مٹھی سے زیادہ بڑی ڈاڑھی رکھنے کو مکروہ لکھا ہے اور بعض علماء نے غیر افضل لکھا ہے، مگر قاضی یعنی جج ہیبت کے لئے ایک انگل زیادہ رکھ سکتا ہے اور سپریم کورٹ کا جج یعنی قاضی القضاۃ ایک مٹھی سے دو انگل زیادہ رکھ سکتا ہے لیکن عام لوگوں کے لیے بس ایک مٹھی کافی ہے، ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو کاٹ دو، اس سے آپ پیارے اور خوبصورت لگیں گے ورنہ گفتگو بھی کریں گے تو ڈاڑھی ہلتی رہے گی۔

ڈاڑھی چہرے کے تینوں اطراف سے رکھنا ضروری ہے

بعض لوگوں نے سامنے سے تو ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لی لیکن دائیں بائیں سے ایک مٹھی سے کم رکھی۔ تو تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھو یعنی سامنے سے بھی اور دائیں اور بائیں سے بھی۔ ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے لہٰذا ٹھوڑی کی ہڈی کے نیچے سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ اور ڈاڑھی میں تیل لگا کر خوبصورت بنا کر رکھو۔ بعض لوگوں نے گالوں پر سے خط بنایا تو خط بناتے بناتے ایک لکیر سی رہ گئی اور سارا گال فارغ البال ہوگیا، یہ بھی جائز نہیں۔ ڈاڑھی کا خط اوپر کے جبڑے پر سے بنانا جائز ہے، جبڑے دو ہیں ایک اوپر ایک نیچے، جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں، اس کا نام اجتماعِ جبڑتین ہے، تو

جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں وہاں سے اوپر کا خط بنا سکتے ہو مگر نیچے کے جبڑے کی طرف خط بنانا حرام ہے، جائز نہیں ہے۔

ریش بچہ کاٹنا بھی حرام ہے

بعض لوگ ڈاڑھی تو پوری شرعی رکھتے ہیں مگر ڈاڑھی کا بچہ کٹا دیتے ہیں، نیچے والے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں یہ ڈاڑھی کا بچہ کہلاتا ہے، ڈاڑھی کا بچہ ہمیشہ بچہ رہتا ہے، یہ کبھی ابا نہیں بنے گا، یہ مرتے دم تک بچہ ہی رہتا ہے، تو اس کا کاٹنا بھی حرام ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ میں ڈاڑھی کا بچہ اس لئے کاٹتا ہوں کہ کھانا کھاتے وقت منہ میں آجاتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کا چھوٹا سا پیارا بچہ آپ کے منہ میں انگلی ڈال دے تو کیا آپ اس کی انگلی کاٹ دیتے ہو یا اسے سمجھاتے ہو کہ پیارے بیٹے! بابا کے منہ میں انگلی نہیں ڈالا کرتے۔ ارے اس بچہ سے بھی کہہ دو کہ اے میری ڈاڑھی کے بچے! منہ میں مت گھسا کرو اور اس پر تیل یا پانی لگاؤ تاکہ منہ میں نہ جائے۔ بعض لوگوں کی ڈاڑھی کے بال گلے کے نیچے تک ہو جاتے ہیں تو لوگ پوچھتے ہیں کہ بھئی! یہاں کے کتنے بال کاٹ سکتے ہیں؟ تو جتنے بال ڈاڑھی سے ملے ہوئے ہیں ان کا کاٹنا حرام ہے اور جو ڈاڑھی کو چھوڑ کر نیچے لٹک رہے ہیں گردن سے سینے کی طرف آرہے ہیں ان کو کاٹ سکتے ہیں۔

مونچھیں رکھنے کا مسئلہ

اب لگے ہاتھوں مونچھوں کا مسئلہ بھی بیان ہو جانا چاہئے، کیونکہ اس اسٹرکچر کا اس سے بھی بڑا تعلق ہے۔ تو مونچھوں کو اتنا رکھ سکتے ہو کہ جس سے اوپر

والے ہونٹ کا آخری کنارہ نہ چھپے یعنی شَفَةُ الْعُلْیَا کا طرفِ آخر۔ تو مونچھوں کا تھوڑا تھوڑا رکھنا جائز ہے لیکن اگر آپ فرسٹ ڈویژن چاہتے ہو، پورے نمبر چاہتے ہو، کیوں بھئی! مکان اعلیٰ نمبر کا چاہتے ہو یا گھٹیا درجہ کا؟ اور بیوی اعلیٰ درجہ کی چاہتے ہو یا معمولی؟ اور گوشت اعلیٰ درجہ کا چاہتے ہو یا بڈھے جانور کا؟ تو جب ہر جگہ اعلیٰ درجہ چاہتے ہو تو یہاں کیوں لالہ بنے ہوئے ہو، جب ہر چیز میں آپ کو اعلیٰ پسند ہے تو یہاں کیوں لالہ بنتے ہو۔ تو مونچھوں کو بالکل باریک کردو۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک میں لکھتے ہیں۔ ایک صاحب تھے اور ان کو ناز تھا کہ مولویوں کو کیا آتا ہے، میں نے اردو میں سب کتابیں پڑھ لی ہیں، اس کے بعد کسی حوالہ پر انہوں نے مؤطا کو موتہ پڑھ کر کہا کہ موتہ امام مالک میں لکھا ہوا ہے، تب اس عالم نے کہا کہ جاہل کہیں کے نالائق اردو پڑھنے سے عالم نہیں ہوتا۔ مؤطا کو موتہ کہہ رہا ہے، آج معلوم ہو گیا کہ تو پیٹ بھر کر جاہل ہے، تجھے تو کتاب کا نام تک لینا نہیں آتا۔ تو مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک کی جلد نمبر ۱۴ میں شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام احادیث جمع کر کے یہ فیصلہ لکھا ہے کہ مونچھوں کو مشین یا قینچی سے برابر کردینا یہ اعلیٰ اور افضل ہے اور دلیل میں بخاری شریف کی روایت پیش کی کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھوں کو اتنا زیادہ باریک کرتے تھے کہ دور سے ان کے ہونٹوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ تو میں کہتا ہوں کہ افضل درجہ میں رہو اور اس افضل کا ایک فائدہ اور بھی ہے کہ آپ کے گھر میں جو یہ افضلیہ یعنی آپ کی بیوی ہے، وہ اس سے بہت خوش ہو گی، اس لئے یہ مصرع یاد رکھو۔

اپنے لبوں کو ان کے لبوں کی طرح کیا

یہ مشابہت جائز ہے اور فضیلت اور ثواب کا باعث ہے، ہم خرما ہم ثواب۔

مونچھیں کاٹنے کا ایک خاص فائدہ

ری یونین سے کچھ طالب علم آئے تھے ان میں سے ایک عالم بھی تھے اور حافظ بھی تھے، میرے پاس تفسیر میں تخصص کے لئے آئے تھے، تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی مونچھیں بڑی بڑی ہیں، ان سے بیویوں کو ڈر لگتا ہے، ان کو باریک کرلو، اعلیٰ درجہ پر رہو۔ انہوں نے کہا کہ میرا منہ چھوٹا سا ہو جائے گا، میں ذرا رعب دار رہنا چاہتا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ بھئی! ایک دفعہ میرے مشورہ پر عمل کرلو، تم میرے مرید بھی ہو اور شاگرد بھی ہو۔ انہوں نے میرے کہنے پر تجربہ کے لئے مونچھیں باریک کرلیں، ان پر مشین چلا دی۔ اس کے بعد جب بیوی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئی، اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرو کیونکہ مجھے آپ کی مونچھوں سے سخت تکلیف ہوتی تھی، دیکھنے میں بھی تمہاری شکل بُری معلوم ہوتی تھی۔ واقعی بیویوں کو بڑی بڑی مونچھوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بحوالہ دیلمی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

قُصُّوْا شَارِبَكُمْ فَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ لَمْ يَفْعَلُوْا فَزَنَتْ نِسَآءُ وُهُمْ

(جامع الاحادیث للسیوطی جز ۱۵، ص ۱۵۴، رقم: ۱۵۲۰۳)

بنی اسرائیل کی عورتیں بڑی مونچھوں کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہوگئی تھیں۔ اس بات کو دس سال ہو گئے مگر میں جب بھی ری یونین جاتا ہوں تو ان سے کہتا ہوں کہ بھئی! آپ کا چہرہ چھوٹا ہوگیا، ابھی تک آپ نے مونچھیں نہیں بڑھائیں۔ تو بہت ہنستے ہیں، کہتے ہیں کہ اب بالکل ہمت نہیں ہے، اب بہت مزہ آرہا ہے، میرا جمال، میرا حسن پہلے سے بڑھ گیا ہے اور اب میری بیوی مونچھیں رکھنے بھی نہیں دے گی۔

بڑی بڑی مونچھیں رکھنے کا نقصان

تو مونچھیں چھوٹی کرنے میں بہت سے فائدے ہیں۔ فرانس کے ڈاکٹروں نے ایک تحقیق کی ہے کہ جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں ایک جرثومہ ان کی ناک سے نکل کر مونچھوں میں پھنسا رہتا ہے، کھانے سے وہ پیٹ میں چلا جاتا ہے، اس سے کینسر کا خطرہ ہے۔ اب دیکھ لیجئے گا کہ ڈاکٹر کی بات سن کر کل سب کی مونچھیں برابر ہوں گی، تو جرثومہ کے ڈر سے ایسا مت کرو، سنت سمجھ کر کرو۔

سنت مسواک کے دینی اور دنیاوی فوائد

اسی طرح معلوم ہوا ہے کہ فرانس کے پاگل خانہ میں جو پاگل ہیں ان کو مسواک کرنے سے کافی فائدہ ہو رہا ہے۔ اب کوئی شخص ڈاکٹروں کی تحقیق سے مسواک شروع کرے گا تو کیا اس کو سنت کا ثواب ملے گا؟ ارے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر مسواک کرو اور مسواک کی ایک ہی برکت کافی ہے کہ مسواک کرنے والے کو مرتے وقت کلمہ کی توفیق ہوگی، خاتمہ ایمان پر ہوگا:

((اِنَّ سُنَّةَ السِّوَاكِ تُذَكِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ))

(ردُّ المحتار)

مسواک کی سنت مرتے وقت کلمۂ شہادت یاد دلائے گی اور اس سے منہ بھی صاف رہتا ہے اور دماغی جنون سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ تو یہ دوسرا اسٹرکچر جو ہے اس کا بیان ہو گیا۔

ذکر میں مزہ نہ آنے کی ایک خاص وجہ

اور اپنے مادّۂ حیات کو اور ماء الحیات کو بلا ضرورت شدیدہ حلال جگہ بھی مت خرچ کرو، ضرورت پر استعمال کرو ورنہ دماغ میں خشکی ہو جائے گی اور دردِ دل نہ رہے گا، یہ اسٹیم ہے جو دل کے انجن کو گرم رکھتی ہے جس سے انجن تیز

چلتا ہے، انجن بالکل ٹھنڈا کردو گے تو ذِکر میں بھی مزہ نہیں آئے گا اور تقریر میں بھی مزہ نہیں آئے گا، آؤٹ آف اسٹاک لوگوں کی تقریر میں دردِ دل نہیں ہوتا، اپنی جوانی کو محفوظ رکھو، بیوی سے استفادہ ضرورتِ شدیدہ میں کرو، اس سے دردِ دل پیدا ہوگا۔ پھر مخلوق کو اپنے دردِ دل کا فل مال دو، یہ ایسی عبادت ہے کہ دل نور سے بھر جائے گا اور مخلوق بھی اس درد سے مست ہوجائے گی۔ اسی بات پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اے مبلغین اور علماء حضرات! اتنی عبادت کرو کہ دل نور سے بھرا رہے، جب نور دل سے چھلکنے لگے تو اپنے دل کے مٹکے سے چھلکتا ہوا مال امت کو دو، اپنا مٹکا خالی مت کرو ورنہ تقریر میں اثر نہیں ہوگا۔

نور کمانے کے ساتھ اس کی حفاظت بھی ضروری ہے

تو اسٹرکچر کے دو مضامین ہوگئے، اب دو مضامین فنشنگ کے سن لو، یہ چار ایسے اہم مضامین ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ پورا اسٹرکچر اور پوری فنشنگ ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ تجربہ کی بات بتا رہا ہوں۔ تو فنشنگ میں دو عمل ہیں، ایک نظر کی حفاظت کرو، کیونکہ ایک شخص ہر روز ایک لاکھ رین کماتا ہے مگر جب دکان سے اپنے گھر جاتا ہے تو راستہ میں سارا مال ڈاکو چھین لیتے ہیں۔ تو عقل مند آدمی کیا کہے گا؟ کہ جتنا کمانا ضروری ہے اس کو نہ گنوانا بھی ضروری ہے، اس کی حفاظت بھی ضروری ہے، تمہاری نماز، روزہ، تلاوت، اللہ اللہ کے ذکر کا نور جو ہے اس کی حفاظت بھی فرض ہے یا نہیں؟ اور بدنظری کرنے سے قلب کا نور آنکھوں کے راستہ نکل جاتا ہے اور دل میں اندھیرے آجاتے ہیں، بدنظری لعنتی بیماری ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں بدنظری کرنے والے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددُعا آئی ہے کہ اے خدا! جو اپنی آنکھوں کی حفاظت نہ کرے، کسی کی ماں، بہن، بیٹی کو دیکھے، اس پر لعنت فرما۔ اس بددُعا میں بدنظری کرنے والے مرد اور عورت دونوں داخل ہیں۔ ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جتنی حرام نظریں ہیں سب اس میں شامل ہیں لہٰذا اپنی بھابھی کو بھی مت دیکھو، اپنے سگے بھائی کی بیوی کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ ایک خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے شوہر کے بھائی سے پردہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے، جتنا موت سے ڈرتی ہو اتنا ہی شوہر کے بھائی سے ڈرو۔ غرض خالہ زاد، چچا زاد، ماموں زاد سب بہنوں سے پردہ کرو۔ علماء سے پوچھ لو کہ کن کن سے شرعی پردہ نہیں ہے۔

اب کوئی کہے کہ صاحب! چھوٹے مکان میں چار شادی شدہ بھائی رہتے ہیں، وہاں بھابھیوں سے کیسے پردہ کریں؟ ارے بھائی! اتنا تو کرلیں کہ جب مرد گھر میں آئیں تو ذرا سا کھنکھار دیں تاکہ عورتیں موٹا دوپٹہ اپنے اوپر اوڑھ کر گھونگھٹ نکال لیں۔

میرے شیخِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے بھائی کے یہاں گیا، وہ پہلے اپنی بھابھی کے پاس کھانا کھایا کرتا تھا، کچن میں گھس کر، کچن میں چکن اُڑاتا تھا، اللہ کی شان کہ ایک بھائی میرے شیخ سے بیعت ہوگیا، اب اس نے اپنی بیوی کو شرعی پردہ کرالیا اور بیوی سے کہا کہ خبردار! میرا بھائی آئے گا تو اسے کھانا تم مت دینا، ہم دیں گے۔ تو جب اس نے باہر والے کمرہ میں بھائی کو کھانا کھلایا تو وہ ناراض ہوگیا اور کہا کہ مجھے غیروں کے طریقہ سے کھانا کھلایا جارہا ہے، میں تمہارا سگا بھائی ہوں، مجھے اندرونِ خانہ میں کیوں نہیں کھانا دے رہے ہو، میں تو اس گھر کا انڈر لے (Under Lay) تھا، انڈر لے قالین کے نیچے بچھایا جاتا ہے۔ تو اس پر وہ ناراض ہوکر چلا گیا، اس نے کہا کہ اب میں اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا، جہاں بھابھی سے نہیں ملنے دیا جاتا۔ اب فیصلہ حضرت کے پاس آیا، دونوں بھائی حضرت کے پاس جمع ہوگئے۔ حضرت نے ناراض ہونے والے بھائی سے

پوچھا کہ تم اپنے بھائی کے پاس کیوں نہیں آتے ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے میری بھابھی مجھے اندر اپنے ساتھ کھانا کھلاتی تھیں اور اب یہ مجھے غیروں کی طرح باہر کھلاتا ہے۔ تو حضرت شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس سے ایک سوال کیا کہ تم اپنے بھائی سے ملنے آتے تھے یا بھابھی سے؟ اب وہ خاموش ہوگئے کیونکہ اب چور پکڑا جانے والا ہے۔ تو حضرت نے کہا کہ بتاؤ بھئی! تمہارا بھائی تم سے ملا تھا یا نہیں؟ اور تمہیں کھانا کھلایا تھا یا نہیں؟ اس نے کہا کہ بھائی ملا بھی تھا اور کھانا بھی کھلایا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تم اپنے بھائی سے ملنے آتے تھے یا بھابھی سے؟ اب وہ صاحب خاموش رہے، تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا چور پکڑا گیا، اللہ سے توبہ کرو، تمہاری نیت صاف نہیں تھی۔

بدنظری آنکھوں کا زنا ہے

تو فنکشن کا ایک مسئلہ سمجھ لو کہ نظر کی حفاظت کرو، بدنظری کرنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ بھئی ہمارا دل صاف ہے، دل میں تقویٰ ہے، نظر پاک ہے، لہٰذا نو پرابلم، ہم سب بالنگ (Bowling) دیکھ سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

﴿یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان والوں سے فرمادیں کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔ اور بخاری شریف سے بڑھ کر کون سی حدیث لاؤں کہ:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

حسینوں کو دیکھنا چاہے لونڈے ہوں یا لونڈیاں ہوں، یہ آنکھوں کا زِنا ہے، ذرا گول ٹوپیوں کی عزت کرلو، ایک مٹھی ڈاڑھی کی عزت کرلو، حج وعمرہ اور ملتزم اور

روضۂ مبارک کی حاضری کا شکریہ ادا کرو۔ سڑکوں پر اللہ کے بندے بن کر کیوں نہیں رہتے ہو؟ بتاؤ! سڑک پر چلنے والا اللہ کا بندہ ہے یا نہیں؟ یا کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ بندہ کسی خاص وقت میں تو بندہ ہے ورنہ گندا ہے۔ لہٰذا ہمت سے کام لو ان شاء اللہ آپ تھوڑی سی عبادت میں رئیس الانوار ہوجائیں گے۔ جیسے ایک آدمی روزانہ ایک لاکھ رین کماتا ہے اور روزانہ ڈاکو چھین لیتے ہیں، تو یہ غریب ہی رہے گا اور ایک آدمی خالی دس ہزار رین ماہانہ کماتا ہے، پانچ ہزار رین سے کھاتا ہے اور پانچ ہزار جمع رکھتا ہے، تو کچھ دن میں یہ رئیس التجار ہوجاتا ہے، معلوم ہوا کہ پورے قصبہ کا رئیس ہوگیا، ایسے ہی آپ رئیس الانوار ہوجائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نسبت مع اللہ حاصل ہونے کی علامت

آپ کی جتنی عبادت ہے سب کا نور اسٹاک رہے گا اور کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی اور چند دنوں میں آپ صاحبِ نسبت ہوجائیں گے اور یہ کہہ سکیں گے:

﴿رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا﴾

(سورۃ التحریم، آیت:۸)

آپ کا نور تام ہوجائے گا، اور جب نور تام ہوتا ہے تو اس کو حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ وہ صاحبِ نسبت ہے۔ خواجہ صاحب نے حکیم الامتؒ سے پوچھا کہ یہ صاحبِ نسبت کی اصطلاح کہاں سے چلی ہے کیونکہ یہ صحابہ کے زمانہ میں تو نہیں تھی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا میں پوشیدہ ہے، جس دن نور فل (Full) ہوگا یعنی دل نور سے بھر جائے گا، چہرہ سے جھلکنے لگے گا، آنکھوں سے ٹپکنے لگے گا اور اس ادا کو اللہ نے فرمایا:

﴿سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ﴾

(سورۃ الفتح، آیت:۲۹)

میرے عاشقوں کا دل اَور فل (Over Full) ہوکر نور سے بھر جاتا ہے اور تقویٰ کی برکت سے ان کا نور ضائع نہیں ہوتا تو ان کے چہروں پر چمکتا ہے،

ہمارا نور ان کی آنکھوں سے ٹپکتا ہے، ان کو دیکھ کر ہم یاد آتے ہیں، جو اللہ والوں کو دیکھتا ہے اسے اللہ یاد آتا ہے۔

اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ

(مسند احمد: رقم الحدیث ۱۷۹۹۸)

جیسے جو جنوبی افریقہ کی پیلی مٹی دیکھتا ہے اس کو سونا یاد آتا ہے کیونکہ اس کا کلر (Color) بتاتا ہے کہ یہاں سونا تھا تو سونا تو مٹی کا کلر بدل دے اور اللہ جو خالقِ سونا ہے وہ اپنے عاشقوں کے چہرے کا کلر نہ بدلے۔ تو ایک فنشنگ ہوگئی، اور یہ ایسی فنشنگ ہے کہ آپ اللہ کی لعنت سے بچ جائیں گے، آپ کا نور محفوظ رہے گا، جلد صاحب نسبت ہو جاؤ گے، جلد اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔

بدنظری احمقانہ گناہ ہے

اور دیکھنے میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے، یہ ایک احمقانہ گناہ ہے۔ حکیم الامت مجددِ الملت رحمۃ اللہ علیہ جن کے ہم لوگ غلام ہیں، فرماتے ہیں کہ اور گناہ جو ہیں ان سے نفس کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا بھی لیتا ہے مگر بدنظری کا گناہ تو احمقوں اور بے وقوفوں کا گناہ ہے، نہ ملنا نہ جلنا صرف دل کو جلانا اور تڑپانا۔ سوچو بھئی! باہر والیوں کو دیکھ کر کیا ملے گا؟ پائے گا تو وہی جو تیرے گھر میں حلال کی بیٹھی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پنجاب کا ایک نیا شادی شدہ جوڑا ایک ریل میں بیٹھا تھا اور دوسری ریل میں بیٹھا ہوا ایک آدمی بار بار اس کی بیوی کو دیکھ رہا تھا، تو اس پنجاب والے کو غصہ آیا، جب صحت اچھی ہوتی ہے تو غصہ بھی تگڑا ہوتا ہے۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ وہ بہت صحت مند تھا، تو اس نے کہا کہ او خبیث! میری بیوی کو کیوں دیکھتے ہو؟ دیکھو! اب گالیاں مل رہی ہیں کہ خبیث کا بچہ، مردار، نالائق ایک ہزار دفعہ دیکھ لے مگر سوائے جلنے اور تڑپنے کے کچھ نہ پائے گا، رات کو میرے پاس ہی سوئے گی۔

جنت میں مسلمان بیویوں کا بے مثل حسن

تو حکیم الامت نے فرمایا کہ بدنظری بے وقوف لوگوں کا کام ہے کہ اپنی بیویوں کو چھوڑ کر سڑکوں والی کو دیکھتے ہو، مگر انہیں پاؤ گے نہیں۔ تو دل جلانا اور تڑپانا اور کچھ نہ پانا بے وقوفی ہے یا نہیں؟ لہٰذا اپنی حلال بیوی پر راضی رہو، حلال کی چٹنی روٹی حرام کی بریانیوں سے افضل ہے اور رہ گیا تمنائے حسن تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب جنت میں مسلمان خواتین جائیں گی تو حوروں سے زیادہ خوبصورت کردی جائیں گی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تھا کہ مسلمان عورتیں جنت میں کیسی ہوں گی؟ حوروں سے افضل ہوں گی یا کم تر؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوروں سے افضل ہوں گی۔ پوچھا کہ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حوروں نے نمازیں نہیں پڑھیں، روزے نہیں رکھے، حج نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، شوہروں کی خدمت نہیں کی، بچے جننے کی تکلیف نہیں اٹھائی، ہماری مسلمان عورتوں سے بچے پیدا ہوئے، انہوں نے کتنا درد، کتنی تکلیف اُٹھائی، حج بھی کیا، نمازیں بھی پڑھیں، شوہر کی خدمت بھی کی تو ان کی عبادت کا نور ان کے چہروں پر روشن رہے گا:

((بِصَلَاتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَ عِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ))

(روح المعانی، ج:۲۷، ص:۱۲۶، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(رواہ الطبرانی و ابن جریر)

ان کے چہروں پر اللہ کی عبادت کا نور ہوگا، کیونکہ حوروں نے عبادت نہیں کی، روزہ نماز نہیں کیا، تو چند دن صبر کرلو۔

یہ بتاؤ کہ ریل کا سفر کررہے ہو، پلیٹ فارم پر کسی نے کہا چائے والا، اب اس چائے میں نہ تو پتی ٹھیک سے پڑی ہے نہ کوئی ذائقہ ہے لیکن زکام سے بچنے کے لئے پی لی اور دل کو سمجھایا کہ گھر چل کر اچھی والی پی لیں گے، ان شاء اللہ۔

تو جنت کے گھر چل کر اعلیٰ درجہ کی چائے پئیں گے اور ان بیبیوں سے اللہ نے جو اولاد دی اگر ایک بچہ بھی اللہ والا حافظ عالم ہوگیا تو بیڑا پار ہے اور اگر عالم حافظ نہیں ہوا اللہ والا ہی ہوگیا تو ہمارے لئے کتنی دعائیں مانگے گا، اپنی کمائی سے مسجد و مدرسہ میں چندہ دے گا، قرآن شریف پڑھ کر بخشے گا، تو یہ اولاد صدقۂ جاریہ ہے یا نہیں؟ تو میں نے دو اسٹرکچر اور ایک فنشنگ بیان کر دی۔

گندے خیالات سے دل کی حفاظت

اب ایک فنشنگ باقی ہے کہ دل میں بھی گندے خیالات نہ لاؤ۔ کیوں صاحب! اگر سرحد سے دشمن آئے تب بھی تو آپ ڈرتے ہیں، تو آنکھیں دل کی سرحد ہیں، اللہ تعالیٰ نے سرحد سے دشمن کو آنے سے بچا دیا کہ نظر کو بچاؤ، لیکن اگر کیپٹل (Capital) پر حملہ ہو جائے تو کیا خاموش رہو گے کہ کوئی حرج نہیں، نو پرابلم، سرحد سے تو دشمن نہیں آرہا ہے، حالانکہ کیپٹل یعنی دارالحکومت پر بمباری ہو رہی ہے، تو دل کو بھی گندے خیالات سے بچاؤ، پرانے گناہ بھی یاد مت کرو، جب ڈاڑھی کے بال سفید ہوگئے تو شیطان کہتا ہے کہ صوفی جی! مولوی صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ مستقبل میں کوئی گناہ نہیں کریں گے تو چونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ آپ کی توبہ پکی ہے، لیکن پچھلا گناہ جو کیا تھا، فرسٹ ایئر کی کلاس میں تو کبھی کبھار اس ایئر کے مزے لے لیا کرو، پھر شیطان ماضی کا ٹیلی وژن دکھاتا ہے، یہ ایسا چیٹر (Cheater) اور ایسا ٹیچر (Teacher) ہے جو خبیث فیچر (Feature) دکھاتا ہے، لہٰذا اپنے قلب کے اندر اللہ کی نافرمانی کا ایک ذرّہ بھی مت حاصل کرو، کیونکہ دل اللہ کا گھر ہے، مرکز ہے، ہیڈ کوارٹر ہے، اور اس کی دلیل ہے:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○﴾

(سورۃ المومن، آیت:۱۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور دل کی چوریوں کو۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ جنت کا خزانہ ہے

تو یہ دو فنکشنگ اور دو اسٹرکچر ٹھیک کرلو، میں مسجد میں اللہ کے بھروسہ پر کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ آپ کا دل اللہ والا بن جائے گا، آپ اللہ کے دوستوں میں داخل ہوجائیں گے اور باقی سب گناہ بھی چھوٹ جائیں گے، کیونکہ جو ہاتھی اٹھا سکتا ہے کیا وہ بکری نہیں اٹھا سکے گا؟ یہ میں نے مشکل پرچے دیئے ہیں۔ اور اللہ کی محبت کے ساتھ آپ اس کو اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے روزانہ فجر اور مغرب کے بعد اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ ایک سو گیارہ مرتبہ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لیا کرو۔ تو میں نے آپ کو عمل کے لئے پیٹرول بھی دے دیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

((أَلَآ أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَسْلَمَ عَبْدِيْ وَاسْتَسْلَمَ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص ۲۰۲)

جو لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ توفیق کا خزانہ دے گا، نیک عمل کی ہمت دے گا، گناہ سے بچنے کی ہمت دے گا اور اللہ تعالیٰ روزانہ فرشتوں سے اُس کا ذِکر کرے گا، پیغمبروں کی ارواح سے عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعِنْدَ اَرْوَاحِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ أَسْلَمَ عَبْدِيْ وَاسْتَسْلَمَ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، محدثِ عظیم اس کی شرح

فرماتے ہیں

أَسْلَمَ عَبْدِیْ اَیْ اِنْقَادَ وَتَرَكَ الْعِنَادَ

میرا بندہ فرماں بردار ہوگیا، اس نے گناہ چھوڑ دیئے، وَاسْتَسْلَمَ اَیْ فَوَّضَ أُمُوْرَ الْکَائِنَاتِ إِلَی اللّٰہِ بِأَسْرِهَا تو آپ سوچیں جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ہمارے نیک ہونے کی خوشخبری دیں گے تو کیا ہم کو نیک نہیں بنائیں گے؟ کیا اپنی بشارت کی لاج نہیں رکھیں گے؟ ورنہ فرشتے اعتراض نہیں کریں گے کہ اللہ میاں روزانہ ہم سے کہتے ہیں فلاں بندہ تو بہت نیک ہے حالانکہ جتنے بھی گناہ ہیں وہ سب کرتا ہے۔تو ان شاء اللہ، احساناً اللہ تعالیٰ کے ذمہ آپ کی اصلاح ہو جائے گی، آپ اس کو روزانہ پڑھو اور بعد میں یہ دعا بھی مانگو کہ اے اللہ! اس کی برکت سے آپ میرا فرشتوں سے تذکرہ فرمارہے ہیں جیسا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ فرشتوں سے ہمارے بارے میں فرمارہے ہیں کہ میرا بندہ نیک ہوگیا تو اگر آپ ہم کو نیک نہیں بنائیں گے تو فرشتے کیا کہیں گے،تو آپ اپنی بشارت کی لاج رکھتے ہوئے ہم سب کو نیک بنادیں۔تو آپ دعا بھی کرو اور اللہ والوں کے پاس بھی رہو، اللہ والوں سے دوستی بھی رکھو۔

کون سے علماء کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے؟

دیسی آم کو لنگڑے آم سے پیوند کھانا پڑے گا تب لنگڑا آم بنے گا، ورنہ دیسی کا دیسی رہے گا، اسے ایک لاکھ کتابیں پڑھوادو، ایک لاکھ ڈگریاں دلوادو مگر وہ دیسی کا دیسی ہی رہے گا، اگر اس کی ڈگری دیکھ کر کوئی اس سے پیوند لگائے گا تو وہ بے چارہ بھی دیسی ہی رہے گا، اس کی زندگی ضائع ہوجائے گی۔ اس لئے جن عالموں نے اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھائی وہ اللہ والے نہیں ہوئے، ان سے مسئلہ تو پوچھ لو مگر صحبت اُن کی اختیار کرو جنہوں نے اللہ والوں کی

صحبت اٹھائی ہے اور مربی بن گئے ہیں، پہلے مربہ بنتا ہے پھر مربی بنتا ہے۔ آج کل مولوی چاہتا ہے کہ مدرسہ سے نکل کر فوراً منبر پر مسجد کی نوکری کر کے مربی بن جائے حالانکہ مربی بننے کے لیے پہلے مربہ بننا ضروری ہے، اس کے بعد پھر مربی بنتا ہے، جیسے پہلے بیٹا بنتا ہے پھر ابا بنتا ہے، پہلے شاگرد بنتا ہے پھر استاد بنتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک ہندو ایک گرو کے پاس گیا، اس نے کہا کہ گرو جی مجھے اپنا چیلہ یعنی شاگرد بنالو، اس نے کہا کہ جناب! چیلہ بننا بہت مشکل ہے، یہ آسان کام نہیں ہے تو اس نے کہا کہ اچھا! اگر چیلہ بننا مشکل ہے تو پھر گرو ہی بنالو۔

گناہ چھوڑنے کے لئے ایک وظیفہ

تو آج میں نے آپ کو لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا وظیفہ دے دیا، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے آپ روز بروز اللہ والے بنتے چلے جائیں گے اور ایک سو گیارہ مرتبہ کیوں بتایا؟ کیونکہ ایک سو گیارہ اللہ کے نام کافی کا عدد ہے کاف الف فاء یا، یہ اللہ کا نام ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ وظیفہ آپ کے لئے کافی ہوجائے گا اور اول آخر درور شریف اس لیے پڑھو کیونکہ درود شریف کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، تو اوّل آخر تین، پانچ، سات یا گیارہ دفعہ درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اسی مضمون سے دعا مانگو کہ یا اللہ! ہمیں آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بشارت دی کہ جو لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اور پیغمبروں کی روحوں کو جمع کر کے فرماتا ہے کہ میرا بندہ نیک ہوگیا۔ تو اے خدا! جب آپ روزانہ یہ بشارت دے رہے ہیں تو اپنی بشارت کی لاج بھی رکھ لیں، اگر ہم شیطان کے شیطان رہے تو فرشتے کہیں گے اللہ میاں! آپ تو روزانہ بشارت دیتے ہیں لیکن یہ تو ویسے کا ویسے ہی نالائق

ہے، اس لئے اپنی بشارت کے صدقہ میں آپ مجھے لائق بنا دیجئے۔ رورو کر دعائیں مانگو اور اللہ والوں کے ساتھ رہو، ان کی صحبت میں رہو، آپ ان شاء اللہ روز بروز بدلتے چلے جائیں گے اور ولی اللہ بن کر پھر یہ شعر پڑھیں گے ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

آپ خود دیکھیں گے کہ پہلے میں کیا تھا اور اب کیا ہو رہا ہوں، آپ کا دل کہے گا کہ پہلے تو ہم ہر وقت پاگلوں کی طرح، کتے کی طرح پاخانہ تلاش کرتے تھے کہ کوئی نمکین لونڈا ملے، کوئی نمکین لونڈیا ملے، کوئی حسین لڑکا ملے، کوئی حسین لڑکی ملے لیکن اب میرے قلب کو کیا ہو گیا، اللہ نے اپنی یاد کی حلاوت سے نوازا اور اس لومڑی کو شیرانہ ہمت دی، یہ میں کیا سے کیا ہو رہا ہوں۔ آپ خود تعجب کریں گے کہ میں کیا سے کیا ہو گیا۔

لذتِ قربِ حق کب ملتی ہے؟

حضرت بھیکا شاہ نے اپنے پیر کی بھیک کا ایک لقمہ کھایا تھا اور صاحبِ نسبت ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کا لقب بھیکا شاہ تھا ؎

بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار
کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

بھیکا شاہ اپنے شیخ و پیر ابو المعالی پر دن میں سو سو دفعہ قربان ہو رہا ہے کیونکہ پہلے کاگا یعنی کوّا تھا، گُو کھاتا تھا، اب میں ہنس ہوں اور اللہ کے نام کا موتی کھا رہا ہوں اور تقویٰ سے رہتا ہوں اور مولیٰ کو پا گیا ہوں، لیلیٰ کو چھوڑ کر مولیٰ پا گیا ہوں، اب ہم کو ہگستان، موتستان اینڈ پادستان سے نجات مل گئی۔ اس مراقبہ سے بیویاں مستثنیٰ ہیں، یہ تو حرام لیلاؤں سے نظر بچانے کے لیے مراقبہ بتاتا

ہوں۔ بتاؤ لیلاؤں کو نمک کون دیتا ہے؟ اللہ۔ تو جب مولیٰ دل میں آئے گا تو سارے عالم کے نمکیاتِ لیلائے کائنات کو ساتھ لائے گا، پھر ان شاء اللہ آپ کا قلب ان حسینوں سے مستغنی ہوجائے گا، یہ بات کہنے کی نہیں ہے، یہ بات آپ زبان سے نہیں سمجھیں گے، یہ بات لغت سے نہیں سمجھ سکتے، یہ تو جب دل میں مولیٰ آئے گا تب خود سمجھ جاؤ گے۔

ایک لڑکی نے دوسری لڑکی سے پوچھا کہ بہن سنا ہے تیرا بیاہ ہوگیا۔ آپ کو بیاہ کے معنیٰ معلوم ہیں؟ بیاہ ہوگیا یعنی بے آہ ہوگیا، پہلے جو بیوی کے لیے آہ آہ کرتا تھا اب وہ بیوی پا گیا اور اس کی آہ ختم ہوگئی، اب وہ بے آہ ہوگیا، اس لئے اس کا نام بیاہ ہے۔ تو ایک لڑکی نے دوسری لڑکی سے پوچھا کہ بہن! سنا ہے تمہارا بیاہ ہوگیا ہے، اس نے کہا کہ ہاں ہوتو گیا ہے، تو اس نے کہا کہ ذرا کان میں بتادو کہ بیاہ میں کیا مزہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ بہن! یہ بتانے کی چیز نہیں ہے، بتانے سے تم نہیں سمجھوگی، جب تمہارا ابھی بیاہ ہوجائے گا تب تمہیں خود سمجھ میں آجائے گا۔

تو ایسے ہی دوستو! ایک لاکھ تقریر کردوں آپ نہیں سمجھ سکتے، جب تک مولیٰ دل میں نہیں آئے گا اس وقت تک آپ سمجھ نہیں سکتے کہ مولیٰ کتنا پیارا ہے، اتنا پیارا ہے کہ اس کے نام پر پیغمبروں کے خون بہے ہیں، طائف کے بازار میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ نبوت بہا ہے، اُحد کے دامن میں ایک دن میں ستّر صحابہ شہید ہوگئے، تو وہ اللہ جس پر ان کے عاشقوں کی جان فدا ہوتی ہے، جس پر نبیوں کے خون بہتے ہیں، جس پر اولیاء اللہ کی جانیں فدا ہوتی ہیں، وہ اللہ اتنا پیارا ہے کہ بس کیا کہیں۔ جو لوگ مٹی پر مٹی ہورہے ہیں ان کو کیا پتا کہ اللہ کیا ہے، ابھی ان کی روح بالغ نہیں ہے، ان کی روح آب وِ گل میں پھنسی ہوئی ہے۔

بس اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور اے مولیٰ! ہمارے دل کو ری کنڈیشن کردے، گندے دل کو نکال کر پھینک دے اور اللہ والا

دل عطا کر دے اور ہم سب کو نظر کی حفاظت کی توفیق دے دے، ہم سب کو اپنے قلب کی حفاظت کی توفیق دے دے اور اے خدا! اپنی رحمت سے اختر کو، میری اولاد کو، میرے احباب کو، حاضرین و غائبین کو، ان کے گھر والوں کو، ساری امتِ مسلمہ کو ایمان و یقین کا ایسا اعلیٰ مقام عطا فرما کہ ہماری ہر سانس آپ پر فدا ہو، ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض کر کے اپنے قلب میں حرام لذت استیراد نہ کریں، اے خدا! آپ کو ناراض کر کے حرام خوشیوں کو حاصل کرنے کی بے غیرتی اور کمینے پن اور خباثتِ طبع سے ہمارے قلوب کو اور ہماری ارواح کو پاک فرما، میں بہت دردِ دل سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے اللہ! ہم آپ کا رزق کھاتے ہیں اور آپ کو ناخوش کر کے اپنے دل کو خوش کرتے ہیں، کیا یہ کمینہ پن نہیں ہے؟ کیا یہ ناشکری نہیں ہے؟ کیا یہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ گستاخی نہیں ہے؟ تو اے خدا! اپنی رحمت سے ہمارے دل و جان کو اپنی ذاتِ پاک سے ایسا چپکا لے کہ سارا عالم ہمیں ایک اعشاریہ، بال کے برابر، ایک لمحہ بھی آپ سے الگ نہ کر سکے، نفس کا عالم، نہ شیطان کا عالم، نہ بادشاہوں کا عالم، نہ رومانٹک دنیا کا عالم، نہ بریانی پاپڑ سموسوں کا عالم، نہ کالی گوری کا عالم، کوئی بھی عالم ہمیں ایک لمحہ کو بھی آپ سے الگ نہ کر سکے۔ اے خدا! اپنی رحمت سے ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم آپ سے چپک کر رہ جائیں، آپ پر ہر لمحہ جان فدا کریں، ایک لمحہ آپ کو ناراض کرنے کی، آپ کو ناخوش کرنے کی حرام خوشیوں سے ہمارے دل کو بیزار کر دے، گناہوں سے مناسبت ختم کر دے، اپنی ذاتِ پاک پر فدا ہونے میں لذت دے، جس وقت ہم نظر بچائیں ہمارا دل مست ہو جائے کہ واہ رے میرے مولیٰ! میں نے آپ کے حکم پر اپنے دل پر کیا غم اٹھایا۔ تو نظر بچا کر اللہ کا شکریہ ادا کرو۔

نظر بچانے پر اللہ اتنا مزہ، اتنی حلاوتِ ایمانی دیتا ہے کہ آپ دیکھو یہ جو میں بیان کر رہا ہوں تو آپ کو مزہ آ رہا ہے کہ نہیں؟ یہ مزہ ایسے ہی تھوڑی آ رہا

ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی و کرم ہے، اللہ نے اس زمانہ میں بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے کی توفیق دی اور میں کیا عرض کروں کہ آج کل کا سلوک اور ہمارے زمانہ کے سلوک میں بہت فرق ہے، ہمارے زمانہ میں جب ہم اپنے پیر کے پاس رہتے تھے تو ہمیں ناشتہ بھی نہیں ملتا تھا، وہاں کوئی غسل خانہ بھی نہیں تھا، سخت سردیوں میں تالاب اور دریا کے ٹھنڈے پانی میں نہانا پڑتا تھا، ہمارے زمانہ میں فلش اور لیٹرین نہیں تھے، جنگل میں جانا پڑتا تھا۔ لیکن اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ایسے حالات میں بھی مجھے اپنے شیخ کے ساتھ رکھا۔ یہ آپ سے اس لئے کہا ہے تاکہ آپ دیکھیں کہ چائے اور حلوے کے باوجود آپ کی کیا حالت ہے۔

اللہ سے دعا کرو کہ ہماری زندگی کی کوئی سانس اُن کی نافرمانی میں نہ گذرے، مومن کی وہ سانس، مومن کا وہ وقت انتہائی منحوس اور لعنتی ہے جب وہ اپنے پالنے والے کو ناراض کر رہا ہے اور نفس دشمن کو خوش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو پاک کر دے اور ہمارے قلب و جان کو اپنی ذاتِ پاک سے ایسے چپکا لے جیسے ماں چھوٹے بچے کو چپکاتی ہے، اللہ اپنی رحمت سے ہمارے قلب و جان کو اپنے سے اس طرح چپکا لے کہ سارا عالم ہمیں آپ سے ایک بال کے برابر کھینچ نہ سکے۔ آپ تھوڑی سی محنت کرو، اللہ والوں کے ساتھ رہو ان شاء اللہ یہ نعمتیں آسانی سے مل جائیں گی۔ بس اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مجلس کے بعد اہلِ علم کے لیے خاص ارشادات

مولانا منصور الحق ناصر صاحب نے حضرت والا دامت برکاتہم کے حکم سے اپنا عارفانہ کلام سنانا شروع کیا اور حضرت والا دامت برکاتہم ان کی تشریح فرماتے رہے۔(جامع)

ہوئی جو پاک خیانت سے یہ نگاہ مری
تو پہنچی عرشِ بریں تک ہر ایک آہ مری

زبردست شعر ہے یہ ماشاء اللہ! جو لوگ اپنی نظر کو حرام سے نہیں بچاتے اور ہر کالی گوری کو دیکھتے ہیں، ان کی آہ میں جراثیم وگندگی و بدبو ہوتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ تک نہیں جاتی، جہاں مردہ ہوتا ہے وہاں کوئی رہ سکتا ہے؟ تو اللہ اس دل میں کیسے آئے گا جس کے دل میں مردے گھسے ہوں گے۔ تو یہ جو شعر پڑھا گیا ہے یہ بہترین شعر ہے، یہ شعر معرفت کا بادشاہ ہے۔ مولانا منصور صاحب بتارہے ہیں کہ یہ شعر تہجد کے وقت موزوں ہوا۔ آدھی رات کا شعر کیسا ہوگا آدھی رات کے بعد تو اللہ کا جلوہ آسمان پر آجاتا ہے۔ دیکھو یہ ڈربن سے آئے اور واپس نہیں گئے، باقی سب لوگ چلے گئے، اور یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آدمی اگر اپنے شیخ کے ساتھ رہے تو نیک بن جاتا ہے، میں ان سے یہی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو اور اللہ کی محبت میں اللہ کی مخلوق کو گرم کرو۔

میں اپنے آپ کو خدمت میں پیش کرتا ہوں
جہاں بھی ہوں مرے خواجہ وہ خانقاہ مری
غلام ہوں مجھے نسبت ہے شاہِ اخترؔ سے
کہ بات سنتے ہیں ناصرؔ گدا و شاہ مری

یہ جو اشعار کی مجلس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت کے اشعار سنے اور

سنائے جاتے ہیں، تو یہ بھی وعظ سے کم نہیں ہیں۔حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ نے خود مجھے بتایا کہ عشاء کے بعد میری مجلس ہوئی جس میں صرف اشعار پڑھے گئے اور تہجد کا وقت ہوگیا، پھر سب نے تہجد پڑھی اس کے بعد پھر اشعار کی مجلس شروع ہوگئی، اس کے بعد سب نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اس کے بعد پھر مجلس شروع ہوگئی اور سب اشراق پڑھ کر گئے اور زیادہ تر ندوہ کے علماء تھے۔تو اللہ کی محبت کے اشعار بھی اللہ کے عاشقوں کی غذا ہے ؎

کہ غذائے عاشقاں باشد سماع

اللہ کی محبت اور معرفت کے اشعار یہ عاشقوں کی غذا ہے، یہ غذائے اولیاء ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر نہ ہونے کی حکمت

چوبیس صحابہ کرام بارگاہِ نبوت میں شاعر تھے، یہ میں نے حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ چوبیس صحابہ رضی اللہ عنہم شاعر تھے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اشعار کہے ہیں۔حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری نہیں دی گئی تھی کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لئے مناسب نہیں تھی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہوتے تو قرآن شریف کے بارے میں کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ بھی ایک شاعری ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حکمت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سے مناسبت نہیں دی۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کی تفسیر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾

(سورۃ النسآء، آیت:٦٩)

یہ افعال تعجب میں سے ہے کہ مَآ اَحْسَنَہٗ یعنی میرے عاشق کیا ہی اچھے ہیں، تم ان کے رفیق کیوں نہیں بنتے؟ جلدی سے ان کو رفیق بناؤ اور رفیق بنا کر صراطِ مستقیم پا جاؤ۔ قرآن پاک میں صراطِ مستقیم پانے والوں کو منعم علیہم کہا گیا ہے اوران کے درجات اس طرح بیان کیے گئے ہیں مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ سب منعم علیہم ہیں، ان کے راستہ پر چلو تو تم بھی صراطِ مستقیم پا جاؤ گے۔

بدل کی چار اقسام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منعم علیہم صراطِ مستقیم کا پورا بَدَلُ الْکُلِّ مِنَ الْکُلِّ ہیں۔ بدل کی چار قسمیں ہوتی ہیں: بدل البعض، بدل الاشتمال، بدل الغلط، بدل الکل من الکل۔ ایسے پیر کم دیکھو گے جو بدل کی چاروں قسمیں بیان کر سکیں اور آپ کو نعم البدل دے سکیں۔ بتاؤ! ساری دنیا کی تمام نعمتوں میں نعم البدل اللہ کی ذات ہے یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نہیں ملا تو کچھ نہیں ملا۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب یہ بَدَلُ الْکُلِّ مِنَ الْکُلِّ ہے یعنی صراطِ مستقیم مبدل منہ ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ بدل الکل ہے اور ترکیب بدل میں بدل ہی مقصود ہوتا ہے۔

منعم علیہم کون لوگ ہیں؟

یہ بات بہت اہم علمی بات پیش کر رہا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے صراطِ مستقیم کا بدل الکل منعم علیہم کا راستہ ارشاد فرمایا ہے، یعنی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ تو پھر منعم علیہم کون ہیں؟ سموسہ پاپڑ کھانے والے اور بڑی بلڈنگ و مرسڈیز والے منعم علیہم نہیں ہیں۔ منعم علیہم کون ہیں؟ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ تو ان کے ساتھ رہو، ان کا راستہ اختیار

کرو، تب تم صراطِ مستقیم بالکل پاجاؤ گے کیونکہ ترکیب بدل میں بدل مقصود ہوتا ہے، مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام عظیم الشان ہے، اس میں کوئی جز غیر مقصود نازل ہوجائے ایسا ہو نہیں سکتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسا جواب دیا کہ تمام علماءِ نحو کو سر در گریباں کردیا، ان کا ناطقہ بند کردیا، ان کا کلیہ توڑ دیا کیونکہ مبدل منہ کی ترکیب میں مقصود ہمیشہ بدل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کلیہ سے اپنا قرآنِ پاک کو مستثنیٰ کردیا کہ اس ترکیب میں بدل بھی مقصود ہے اور مبدل منہ بھی مقصود ہے، کیونکہ ہم نے مبدل منہ میں ایک صفت ایسی رکھ دی جو بدل میں نہیں ہے لہٰذا یہاں بدل محتاج ہے مبدل منہ کا لہٰذا یہ بھی مقصود ہے۔ اور وہ صفت کیا ہے؟ مستقیم۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ یہ مبدل منہ میں ہے، اور بدل نہیں ہے، یہ صف مستقیم صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ میں نہیں ہے، لہٰذا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبدل منہ میں ایک صفت ایسی بیان کردی جو بدل میں نہیں، لہٰذا اب یہ غیر مقصود نہیں رہا۔

عمل کی توفیق منعم علیہم کی صحبت سے ملے گی

تو وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیۡقًا اگر سیدھا راستہ چاہتے ہو تو وہ محض کتابوں سے نہیں ملے گا، اگر محض کتابوں سے ملنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتے کہ دعا کرو کہ اللہ ہم کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستہ پر چلائے یعنی قرآن پر چلائے لیکن اس کے بجائے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ قرآنِ پاک کی عظمت اور اس کا فہم اور اس پر عمل کرنے کا پیٹرول اور اس کی توفیقات اور اس کا عملی نقشہ تم کو ہمارے منعم علیہم سے ملے گا، یہ انبیاء اور اولیاء اللہ، صدیقین، شہداء منعم علیہم یہ طبقہ جو ہے، یہ ہمارے کلام کی عملی تفسیر ہے، مَا لَهٗ وَ مَا عَلَیۡهِ ان سے پاؤ گے، قرآن متن ہے،

تفسیر ان سے پاؤ گے۔ ورنہ قرآن شریف میں کہیں التحیات ہے؟ قرآنِ کریم میں نماز کا طریقہ ہے؟ کہ ایسے اللہ اکبر کہو، سورۂ فاتحہ پڑھو پھر اس سے سورۃ ملاؤ۔ قرآن شریف میں تو کہا گیا کہ:

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ﴾

(سورۃ الانعام، آیت:۷۲)

نماز قائم کرو مگر قرآن پاک میں نماز کا طریقہ نہیں ہے، تو اللہ کے مقبول اور پیارے بندے قرآن مجید کی عملی تفسیر ہیں لہٰذا ان کے ساتھ رہو۔ اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب تاخیر الاذان)

اس طرح نماز پڑھو جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں۔ خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے تم کو میری نماز دیکھنا پڑے گی کہ میں کس طرح اللہ کے اس حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور رَاَیْتُمُوْنِیْ کی رویئت میں ہم لوگ شامل نہیں ہیں، یہ رویئت تو صحابہ کو حاصل ہوئی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم رَاَیْتُمُوْنِیْ کے وہ رَاَیْتُمْ تھے۔ اب دنیا میں کوئی شخص ہے جو حضور کی نماز دیکھ لے؟ تو صحابہ کے عالی الشان مقام کی یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اس حکم رَاَیْتُمُوْنِیْ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، اُن کے بعد یہ رَاَیْتُمْ والا طبقہ نہ رہا۔

تو وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا پر بات یاد آئی کہ رفیقۂ حیات سے تو محبت کرتے ہو رفیقِ حیات یعنی اللہ والوں کی بھی محبت سیکھو۔ تو یہ عربی کا رَفِیْقًا اردو والی رفیقہ نہیں ہے، اس میں الف تو ہے مگر یہ حالتِ نصبی میں ہے کہیں لوگ اس پر پھڑک نہ جائیں اور ان کے کان کھڑے ہو جائیں، جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ارے بھئی ہماری رَفِیْقہ سے کہو کہ کھانا لائے، بہر حال

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والوں کی رفاقت نصیب فرمائے، اور قیامت میں بھی نصیب فرمائے۔ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ جو یہاں نیک لوگوں کے ساتھ رہے گا تو ان شاء اللہ وہاں بھی اللہ، نیک لوگوں سے ملا دے گا۔ جَزَآءً وِّفَاقًا۔

لیلیٰ کی گندگی کے ہوتے ہوئے دل میں مولیٰ نہیں آئے گا

تو لیلیٰ کو دل سے نکالے بغیر مولیٰ نہیں پاؤ گے، لا الٰہ میں لیلیٰ کا اخراج ہے اور الا اللہ میں مولیٰ کا حصول ہے۔ کیا یہ الفاظ نہیں بتا رہے ہیں کہ اختر پر حق تعالیٰ کا فضل ہے۔ تو لا الٰہ میں لیلیٰ سے فرار ہے اور الا اللہ میں مولیٰ کا حصول اور قرب ہے۔ لا الٰہ میں لیلیٰ سے فصل ہے اور الا اللہ میں مولیٰ سے وصل ہے۔ جب اچانک نظر کہیں پڑ جائے تو ایک سیکنڈ بھی نظر کو ٹکنے نہ دو تا کہ:

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ﴾

(سورۃ الذاریات، آیت:۵۰)

پر عمل ہو جائے، اگر آدمی نے ایک سیکنڈ بھی کسی حسین کی نوک پلک دیکھ لی، یہاں ایک سیکنڈ کا لفظ یاد رکھو، ایک سیکنڈ، ایک سانس، ایک نفس اتنا وقت آپ کا قرار پر گذرا جبکہ حکم فرار کا ہے، آپ نے فرار کے فا پر ایک نقطہ بڑھا کر قرار حاصل کیا اور یہ بدنظری جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کا مظہرِ اتم ہے، ابلیس کا تیر ہے، ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کا مظہر اتم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ اضلال کا ظہور ابلیس کے ذریعہ ہوتا ہے اور نظر بازی ابلیس کا تیرِ مسموم ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کے ظہور کے سائے میں کھڑے ہو گے تو ہدایت کیسے پاؤ گے؟ اللہ سے مقابلہ کر سکتے ہو؟ یہ تو خدائے تعالیٰ سے مقابلہ ہے، کسی بڑے آدمی کے کتے سے لڑنا یہ اس بڑے آدمی سے لڑنا ہے۔

شیطان دربارِ الٰہی سے نکالا ہوا کتا ہے

شیطان اللہ کا کتا ہے جو ان کے دربار کے باہر کھڑا ہے، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ کَالْکَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ۔ یہ شرح مشکوٰہ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہے۔ تو جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اتنا ہی بڑا کتا رکھتا ہے اور اللہ سے بڑا کون ہے؟ تو سوچ لو کہ ابلیس کتنا بڑا کتا ہے، اس سے لڑنا خدا سے لڑنا ہے، اگر کسی بڑے آدمی کے کتے کو پتھر ماردو تو وہ بڑا آدمی کہتا ہے کہ آپ نے میری توہین کی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کتے کو ڈھیلا مارنے کا حکم نہیں دیا، یہ کہا ہے کہ مجھ سے پناہ مانگو، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو، شیطان سے بات مت کرو۔

شیطان کے وسوسے کا جواب مت دو

ملا علی قاری نے کتاب الوسوسہ میں یہی بات لکھی ہے کہ اگر شیطان کو مارنا پیٹنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ کہتے کہ تم میری پناہ میں آجاؤ، حکم دے دیا کہ اس سے مت لڑو، وہ ہماری صفتِ مضل کا مظہر ہے، اس سے لڑنا گویا ہم سے لڑنا ہے کیونکہ اس کو طاقت تو میں نے ہی دی ہوئی ہے، لہٰذا اس سے مت لڑو، اس کے وسوسہ کا جواب بھی مت دو، وہ اگر بھونکتا ہے تو تم چپکے سے ہمیں پکارو کہ اللہ میاں! اپنے کتے کو خاموش کردیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو۔